تین طلاقوں کی شرعی حیثیت

مؤلفہ

فاضلِ جلیل حضرت مولانا مولوی محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ صاحبِ تفسیر نبوی

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

اطلاع النّاس
فی طلاق الثّلٰث

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

الحمد للہ رب العالمین علٰی کل حال و فی کل حین الصلوۃ والسلام الایمان الا کملان علٰی سیدالانبیاء والمرسلین سیدنا محمد کلّما ذکرک الذاکرون غفل عن ذکرک الغافلون و رضی اللہ عن عترت رسول اللہ وعنا وعن جمیع الحاضرین والغائبین ☆

امابعد! فقیر صانہ القدیر محمد نبی بخش حنفی مذہباً" و نقشبندی مشرباً" حلوائی لاہوری اہل اسلام و اہلسنّت والجماعت کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ یہ چند اوراق مسئلہ طلاق ثلاثہ اور اس کے متعلقات میں تحریر ہوئے ہیں اور بمطابق فتوٰی علماء کرام کے مسلمان عمل کریں اور ماجور من اللہ ہو وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ☆

قولہ تعالٰی فی القرآن العظیم ☆ فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنٰی و ثلث و رباع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ ☆ "یعنی نکاح کرو جو تمہیں خوش آئیں عورتوں سے دو دو' تین تین' چار چار پھر اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو گے تو ایک ہی کافی ہے۔"

وقولہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی

فلیس منی ☆ "یعنی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کرنا میری سنت سے ہے پھر جس شخص نے منہ پھیرا میری سنت سے وہ میرے سے نہیں۔" پھر نکاح پانچ قسم پر منقسم ہے :

(۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مکروہ (۵) حرام

(۱) فرض اس شخص پر ہے جس کو غلبہ شہوت سے زنا ہو جانے کا یقین ہو۔
(۲) واجب اس پر کہ جو اس درجہ سے کم ہو مگر غلبہ شہوت کا ہو۔
(۳) سنت اس پر جو معتدل مزاج ہو۔
(۴) مکروہ اس پر جو عورت کے حقوق ادا کرنے سے قاصر ہو۔
(۵) حرام اس پر جو یقیناً عورت کے حقوق ادا کرنے سے عاجز ہو۔

پس جو شخص مہر و خرچہ و مکان و صحبت وغیرہ سے عاجز ہو اس کو نکاح جائز نہیں اور اگر یقیناً ادائیگی سے عاجز ہے تو حرام ہے۔ نکاح یعنی عقد کرنا' باندھ دینا اور طلاق یعنی بندھی ہوئی چیز کو کھول دینا۔ لہٰذا اس کی تین گرہیں رکھی گئیں اگر تینوں گرہیں کھول دی جائیں خواہ دفعتاً" ایک ہی بار یا متفرق طور سے تو وہ چیز قابو سے نکل جائے گی۔ اگرچہ مشاہدہ ہے کہ ایک گرہ سے چیز کھولے نہیں کھلتی اور تین گرہ کو ایک تصور کر لینا حماقت ہے اور اصطلاح شریعت میں طلاق نکاح فسخ کرنے کا نام ہے۔ طلاق کا لفظ معنی سے خالی نہیں ہوتا جب لفظ طلاق بولے گا تو نکاح کی گانٹھ کھل جائے گی چونکہ تفریق بین الزوجین یعنی بیوی اور خاوند کی جدائی ہے اور اگرچہ طلاق عندالضرورت مباح ہو جاتی ہے مگر خدا تعالٰی کے نزدیک بہت برے مباحات سے ہے جو تین طہر میں تین طلاق ہوں اور ایک ہی لفظ سے تین طلاق دینا حرام ہے مگر تینوں طلاقیں عورت پر نافذ ہو جائیں گی اور احسن طریق یہ ہے کہ جب آدمی نہایت ہی مجبور اور بے قرار ہو جائے اور عورت کو کسی صورت رکھ نہ سکے تو ایک طلاق دے دے کیونکہ طلاق سے بھی حاجت اس کی پوری ہو جاتی ہے پھر اگر رجوع نہ کیا اور

چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی تو سخت وعید میں داخل ہوا جیسے کہ حق تبارک تعالیٰ نے جادوگروں کی مذمت میں فرمایا :

فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ☆ "یعنی یہ لوگ سیکھتے ہیں ہاروت و ماروت سے وہ سحر کہ جس سے تفرقہ ڈالیں درمیان مرد اور اس کی عورت کے۔" اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ البتہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا رکھتا ہے پھر اپنے لشکر کو آدمیوں میں فتنہ و فساد ڈالنے کے لیئے بھیجتا ہے' جن کا ادنیٰ مرتبہ میں بہت بڑا ہوتا ہے از روئے فتنہ کے تو حاضر ہوتا ہے ایک ان کا اور عرض کرتا ہے (پیش سردار اپنے کے) کہ میں نے ایسا ایسا کیا تو ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک اور ان کا شیطان آتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ میں نے نہیں چھوڑا اس کو یہاں تک کہ درمیان اس کے اور اس کی عورت کے جدائی ڈال دی ہے تو ابلیس اسے اپنے نزدیک کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو اچھا ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور کہا اعمش نے کہ شیطان اس کو اپنے سینہ سے لگا لیتا ہے۔ کذا فی مظہری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہت برا حلالوں کا خدا تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے کہ حیض میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے ساتھ اجماع کے اختلاف ہے اس میں (شیعہ) امامیہ کا کہ وہ کہتے ہیں ہرگز واقع نہیں ہوتی اور ہمارے نزدیک واقع ہو جاتی ہے مگر حرام ہے اس سے رجوع کر لینا واجب ہے۔ اور جو حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزری وہ دلالت کرتی ہے وقوع طلاق اور اس کی حرمت اور وجوب رجعت پر یہ ترجمہ ہے تفسیر مظہری کی عبارت عربی جلد اول مطبوعہ حصار صفحہ ۲۳۷۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ طلاق دینا خدا تعالیٰ کے نزدیک نہایت برا فعل ہے اور اس میں شیطان لعین کی خوشی و رضا ہے اور عورت و مرد میں تفرقہ ڈالنے پر ساحروں کی مذمت قرآن مجید میں فرمائی اور شیطان

کو یہ تفرقہ اور جدائی اس لئے پسند ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت نہ بڑھے اور حدیث پاک میں ہے کہ اگر ایک امتی بھی آپ کا بڑھ گیا تو حضور ﷺ کی اتنی ہی عزت بڑھے گی' اسی حکمت سے تین طلاق یکمشت حرام ہیں کہ یہاں بیوی کا تعلق ان سے بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور قطع تعلق نکاح موجب قطع تناسل و تولد اولاد ہے جو موجب کثرت امت مرحومہ کا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی لیئے نکاح کی رغبت دلائی کہ اس میں ترقی دین و دنیا اور حق تبارک کی خوشنودی اور رضا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باعث ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا سے تین چیزیں مجھے محبوب ہیں ایک خوشبو' دوسری عورتیں' تیسری نماز۔ پس جب نکاح سنت انبیاء کرام خصوصاً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی جاری ہے' بلکہ جس پر شہوت کا غلبہ ہوا اس پر فرض فرمایا لہٰذا اس محبوب امر کا تعلق قطع کرنا منع اور حرام ٹھہرایا کہ اس میں سب کی ناراضگی اور قطع تناسل و توالد ہے' اس لئے فرمایا کہ اگر تو ایک ہی طلاق دے دے کہ اس سے ضرورت رفع ہو جاتی ہے اور وہ بھی اس حالت میں کہ جب عورت حیض سے پاک ہو اور ابھی صحبت بھی نہ کی ہو تو ایک طلاق دے دے یا احسن طریقہ سے پھر تین حیض کا انتظار کرے اور یہ عدت اس واسطے مقرر فرمائی کہ شائد طبیعت سے نفرت دور ہو جائے اور سلوک کی صورت بن جائے۔ اتنے عرصہ میں زبان سے یا ہاتھ سے رجوع کر لیا تو عورت نکاح میں رہتی ہے اور اگر نفرت دور نہ ہو تو دوسرے طہر میں قبل از وقت دوسری طلاق دے' اب بھی نکاح سے رجوع کر سکتا ہے لیکن اگر نفرت باقی ہے تیسرے طہر میں طلاق دے اب تین طلاق کے بعد وہ عورت خاوند پر ایسی حرام ہو گئی کہ بیگانیوں سے بھی زیادہ۔ اب خاوند کو عورت سے پرہیز فرض ہوا لیکن بعد از طلاق ثلاثہ اگر مرد کی طبیعت میں محبت ظاہر ہو تو شارع علیہ السلام نے اس کی سزا مقرر

فرمائی ہے کہ جب تک عورت دوسرے مرد کے ساتھ بعد عدت نکاح و صحبت نہ کرے اور وہ دوسرا خاوند بلاوجہ یعنی فساد دین کے طلاق نہ دے اور عدت نہ گزر جائے تب تک خاوند اول پر حرام ہے اور مشکل یہ ہے کہ نکاح دوسرے خاوند کا اگر اس غرض سے ہے کہ یہ عورت پہلے پر حلال ہو جائے تو دونوں پر لعنت ہوگی۔ پس نکاح ثانی بہ نیت بقاء ازدواج ہونا چاہئے اور بغیر فساد و ضرر دین کے دوسرے نکاح کو توڑنا حرام ہے اور اگر توڑے تو اسی طریقہ سے جو ابھی بیان ہوا یعنی ہر طہر میں ایک ایک طلاق دے اور نان و نفقہ و مہر مسمی خاوند اول و ثانی پر واجب الادا کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی شخص ایسی بری طلاق کا مرتکب نہ ہو۔ اگر مرتکب ہو تو پہلے ان سب اخراجات کا بوجھ اپنے ذمے تصور کرلے اگر ادا نہ کرے تو عورت بذریعہ قضاء قاضی لے سکتی ہے۔

غور کا مقام ہے کہ شارع علیہ السلام نے طلاق پر کس قدر زجر و توبیخ فرمائی ہے اور تین طلاق ایک ہی بار کو سب نے حرام فرمایا جو کسی صورت حلال نہیں۔ عوام الناس اور جاہلوں کا یہ طریقہ ہو گیا ہے کہ ذرا خفگی اور غصہ سے بغیر مارنے پیٹنے، تنبیہہ کرنے کے جھٹ پٹ " تین طلاق " دے دیتے ہیں۔ اگر اپنی زبان سے بھی تین کا لفظ نہ کہیں تو کاتب و منشی کو کہتے ہیں کہ طلاق نامہ لکھ دے اور وہ جاہل یا غیرمہذب لوگ مسائل سے ناواقف ہونے سے تین طلاق لکھ دیتے ہیں۔ پھر جب غصہ جاتا رہا اور ٹھنڈے ہوئے تو عورت یاد آئی کہ اب دوبارہ اس سے صلح ہوئی تو ادھر ادھر مولویوں سے نکاح کی صورت پوچھتے ہیں علماء اہلسنت والجماعت فرماتے ہیں کہ یہ نکاح بغیر حلالہ ہرگز جائز نہیں۔ اب دوسرے مرد کو عورت سے صحبت کی اجازت دینا بھی ناگوار و دشوار معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ہتک عزت سمجھتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ یہ حکم شریعت مطہرہ فرما رہی ہے گھر کی بات نہیں ہے، اس میں خدا اور رسول ﷺ کی رضا مقدم ہے اور آخرت کی سرخروئی پر دنیا پرست جاہل جب کوئی صورت جواز نکاح کی نہیں دیکھتے تو رفتہ رفتہ بارغبت شیطانی و خواہش نفسانی کسی لامذہب وہابی سے پوچھتے ہیں

تو لامذہب صاحب جھٹ فتویٰ دیتا ہے کہ ایک ہی دفعہ کی تین طلاق ایک گنی جاتی ہے۔ اگر عدت میں ہے تو رجوع کر لے اور اگر عدت گذر چکی ہے تو نکاح کر لے اور اگر سائل عرض کرے کہ جناب فتویٰ زبانی تو آپ نے فرما دیا مگر لکھ بھی دیں تو فوراً حدیث مسلم و ابوداؤد جو سخت ضعیف اور متروک لائحہ عمل ہے لکھ دیتے ہیں۔ اور مسلم کی یہ حدیث کہ جب حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم عام سنایا کہ تین طلاق یکبارگی تین طلاق ہیں اور وہ عورت خاوند اول پر بغیر حلالہ کے جائز نہیں ہوتی تب ابوالصہبائے نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ بھلا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صدیق اکبر خلیفہ اول اور دو یا تین سال خلیفہ ثانی کے عہد میں یکبارگی تین طلاقیں ایک بتائی جاتی تھیں، پس لامذہب وہابیوں نے اس سوال و جواب کو حدیث نبوی ﷺ مقرر کیا حاشا و کلا ایسا ہرگز نہیں۔

نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین طلاق کی ایک بنائی، نہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بلکہ جب خلیفہ ثانی کو یہ خبر ہوئی تو سب کو بلا کر فرمایا کہ عوام کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ عوام یہ سمجھتے ہیں کہ لفظ طلاق تکرار تاکید کے لیئے ہے یا برائے اخبار یہ کہتے ہیں طلقتک طلقتک طلقتک یا انت طالق انت طالق انت طالق اور سمجھتے ہیں کہ پہلے لفظ سے ایک طلاق واقع ہو گئی اور دوسرے لفظ اس کی تاکید میں ہیں، یہ غلط فہمی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ عوام الناس اپنے ذہن میں یہ کاروائی کرتے تھے کہ تین کو ایک بتاتے تھے اپنے خیال سے نہ کہ بحکم شرع۔

دوسری حدیث ابوداؤد کی سند لاتے ہیں کہ ابو رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں، پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گیا اور پشیمانی ظاہر کی تو آپ نے فرمایا کہ رجوع کرے، اس کا جواب یہ ہے کہ ابوداؤد نے ایک باب علیحدہ اس طور پر منعقد کیا۔ باب فی نسخ المراجعت عن الطلاق یعنی یہ

باب طلاق سے رجوع کرنے کے منسوخ ہونے میں ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک باب طلاق ثلاثہ مجموعی کا لاتے ہیں جس میں یہی آیت لکھی ہے اور رفاعہ کی عورت کا تذکرہ کیا کہ جب رفاعہ نے طلاق ثلاثہ دی تو عبدالرحمٰن کے ساتھ نکاح کیا' عبدالرحمٰن ذرا سست تھا اس عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں اپنے سابقہ خاوند رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہوں' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک تو عبدالرحمٰن کے ساتھ صحبت نہ کرے اور وہ طلاق نہ دے تب تک تو رفاعہ پر حرام ہے۔ اس حدیث پاک سے علماء کرام نے سند پکڑی کہ حلالہ میں صحبت ضروری ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رفاعہ کی تین طلاق یکبارگی تھیں اور یہی بخاری کی غرض ہے۔

ابو رکانہ کی حدیث کو علماء نے مردود کہا ہے کہ راوی اس کے مجہول ہیں جیسا کہ نووی اور عینی نے مشرح بیان کیا اور کہا کہ ابو رکانہ کی دوسری حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ طلاق بتہ تھی یعنی ایک طلاق بائن تھی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو مراجعت بالنکاح کرلے اور ابوداؤد نے بہت سے صحابہ کا نام لیا کہ سب متفق ہیں کہ تین طلاق کے بعد مراجعت بالنکاح حرام ہے الابحیلة حلالة الجواب عن الکل فیصلة خلیفة ثانی لاکھ اصحاب کے اتفاق سے ہے جس میں بیس مجتہدین ہیں اور اتفاق جمہور امت و ائمہ دین و مجتہدین کلھم کا فیصلہ حرام پر ہے یعنی تین طلاق یکبارگی والی کی حرمت کا مرتکب ہرگز کوئی نہ ہوگا۔

نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا کہ فی سنن ابوداؤد ان ذکر فی لم یدخل بھا فقال بھا قوم من اصحاب ابن عباس فقالوا لایقع الثلث علی غیرالمدخول بھا لانھا بواحدة لقولہ انت طالق فیکون قولہ ثلثًا حاصلاً بعد البینونة فلا یقع بہ شیئا وقال الجمھور ھذا غلط بل یقع علیھا الثلث لانھا قولہ " انت طالق " معناہ " انت طالق " و بھذا للفظ یصلح للواحد والعدد و قولہ بعد ثلث تفسیر

لہ واما ھذہ الروایة لابی داؤد فضعیفة رواھا ایوب السجستانی من قوم المجھولین عن طاؤس عن ابن عباس فلایحتج بھا واللہ اعلم ☆

یعنی سنن ابوداؤد میں ہے کہ یہ غیر مدخولہ کی بابت ہے۔ اس قول پر تمام صحابہ نے اتفاق کیا معہ ابن عباس کے یاروں کے' انہوں نے کہا کہ غیرمدخولہ کے حق میں تین طلاق یکبارگی واقع نہیں ہوتیں اس لیئے کہ وہ ایک ہے واسطے کہنے اسکے کے' تو یہ کہنا اس کا تین بار حاصل ہو گا بعد بائن ہونے کے تو کوئی چیز اس پر واقع نہیں ہو گی اور کہا جمہور نے کہ یہ قول غلط ہے بلکہ تینوں طلاق اس عورت پر واقع ہو جاتی ہیں' اس لئے کہ کہنا اس کا انت طالق معنی اس کا ہے ذات طلاق یعنی تو طلاق والی ہے۔ اور لفظ انت طالق کے واسطے ایک' اور متعدد طلاقوں کے اور اس کا کہنا انت طالق بعد اس کے تین بار تفسیر ہو گی قول اول کی اور یہ روایت ابوداؤد کی ضعیف ہے۔ روایت کیا اس کو ایوب السجستانی نے قوم مجہول سے انہوں نے طاؤس سے' اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

صاحب " تفسیر مظہری " نے تیسری طلاق کا ثبوت فرمایا' اگر کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے تحت قولہ تعالیٰ الطلاق مرتان یعنی طلاق دو ہی بار ہے تو تیسری کا ذکر کہاں ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے او تسریح باحسان یا رخصت کرنا اس کو اچھی طرح سے' روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اپنی ناسخ میں اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور ابن مردویہ نے حدیث ابی زین الاسدی سے مرسلا" اور نکالا دارقطنی نے حماد بن سلمہ سے' اس نے قتادہ سے' اس نے انس سے متصلا" اور صحیح کیا اس کو ابن قطان نے اور کہا بیہقی نے لیس شئی نیز روایت کیا اس کو دارقطنی اور بیہقی نے حدیث عبدالواحد بن زیادہ سے' اس نے اسمٰعیل سے' اس نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور سب نے کہا کہ صواب یہ ہے کہ عبدالواحد نے اسمٰعیل سے روایت کی اور اس نے ابی رزین سے'

اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ مرسلا" کہا بیہقی نے اس طرح روایت کی محدثین کی جماعت نے ثقافت سے اس سے خوب ثابت ہوا کہ تیسری طلاق کا وجود ہے جس سے رجعت نہیں ہو سکتی۔

تفسیر مظہری صفحہ ۲۳۵ مطبوعہ حصار کے حاشیہ میں کہا کہ تمام طلاقیں تین ہیں ایک لفظ خواہ متعدد الفاظ مختلف سے اور ایک طہر میں تینوں حرام ہیں اور بدعت' آدمی اس سے گنہگار ہوتا ہے۔ خلاف ہے واسطے شافعی کے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ڈر لیکن اس پر اجماع ہو گیا ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو کہے انت طالق تین بار تو وہ تینوں اسی وقت واقع ہو جائیں گی ساتھ اجماع کے اور امامیہ یعنی رافضی کہتے ہیں کہ ہرگز واقع نہیں ہو گی بدلیل قولہ تعالیٰ الطلاق مرّتٰن الا اور کہا بعض" حنبلیوں نے کہ ایک طلاق واقع ہوگی۔

روایت کی گئی ہے کہ ابا الصبا سے صحیحین میں کہا ابا الصبا نے ابن عباس سے کہا آپ نہیں دیکھتے کہ تین طلاق کی ایک بنائی جاتی تھی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابی بکر اور دو سال خلافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں۔ تو جواب میں فرمایا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے البتہ تھے لوگ جلدی کرتے اس امر میں کہ تھا جس میں ان کے لئے کرنا تاخیر کا پس اگر چھوڑیں ہم اس کو اوپر ان کے' پس چھوڑو تو یہی اوپر ان کے اس قول تک کہ یہاں دو مقام ہیں ایک تین طلاق واقع ہونے کی صورت میں اور دوسرا انکا یہ کہ وہ شخص مطلقہ ثلاثہ کرنے والا گنہگار ہے اور ہمارے لئے یکبارگی تین طلاق واقع ہو جانے کی دلیل سنت اور اجماع اور حدیث ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کہ انہوں نے اپنی عورت کو حالت حیض میں طلاق دی پھر آپ نے ارادہ کیا اس کے بعد طلاق دوسری دیں پس یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اے عمر! کے بیٹے کیا تجھے اللہ تعالیٰ نے اس طرح کا حکم کیا ہے البتہ تو نے سنت کی مخالفت کی ہے کہ طہر کی حالت میں طلاق دے تو ہر طہر میں

پھر آپ نے مجھے رجعت کا حکم کیا پس فرمایا جس وقت عورت پاک ہو حیض سے تو طلاق دے نزدیک اس کے یا اسے روک' میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ معلوم فرماتے ہیں کہ اگر میں عورت کو تین طلاق دوں تو کیا وہ میرے لئے حلال ہے کہ اس کو رجوع کر لوں تو حضور ﷺ نے فرمایا' نہیں۔ اب رجعت وہ تیرے سے جدا ہو گئی اور تو گنہگار ہو گا۔ روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں حسن سے قولہ اور ابن ہمام نے کہا ابوداؤد کا اس کو ضعیف کہنا مردود ہے اس لئے کہ تابع ہوا اس کا شعیب بن رزیق اسدی متنا" روایت کیا اس کو طبرانی نے اور جو حدیث ابھی مروی ہوئی جس میں دلیل ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

پس تحقیق حکم کیا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین طلاق یکبارگی واقع ہو جانے کا' حضور ﷺ کے صحابہ میں اس امر کا مقرر ہو جانا صحابہ کی حضوری کی دلیل ہے اوپر منسوخ ہو جانے قول ابن عباس کے نزدیک تمام صحابہ کے اگرچہ اس سے پہلے خلافت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ امر مخفی رہا' البتہ ابن عباس کا فتویٰ اس روایت کے خلاف ہے جو روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور فتویٰ ابن عباس کا یہ ہے کہ روایت ہے مجاہد سے کہ میں ابن عباس کے پاس تھا کہ آیا ایک آدمی آپ کے پاس اور عرض کی کہ اس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں پس آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ آپ اس عورت کو اس کی طرف واپس کریں گے پھر فرمایا ایک تمہارا البتہ طلاق دیتا ہے پھر سوار ہوتا ہے حماقت پر پھر کہتا ہے اے ابن عباس حالانکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا اور جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ اس کے لیئے خلاصی کی جگہ بناتا ہے تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیرے سے اب تیری عورت جدا ہو گئی۔

طحاوی میں ہے کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں تو کہا ابن

عباس نے کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی' اب تیری عورت تجھ سے جدا ہو گئی۔ لم یتق اللہ فیجعل لک مخرجا (الحدیث) اس طرح بہت احادیث قاضی مظہری نے نقل فرمائی ہیں جن سے یکبارگی تین طلاق کا واقع ہو جانا مصرح ہے اور وہ حدیثیں ہمارے مکرم مولانا مولوی ابویوسف' محمد شریف سلمہ الرحمٰن کے فتویٰ میں بھی تحریر ہیں اور حدیث فاطمہ بنت قیس بلفظ الثلث غیر صحیح والصحیح ۔ انہ طلقھا البتۃ وایضا حین طلقھا کان زوجھا غائبا عنھا فی سویتہ ولم یکن بمحضر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حتی یظھر تقریرہ وانما ثبت تقریرہ فی وقوع الثلث وایضا حدیث فاطمۃ بنت قیس رواہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قال لاندری صدقت ام کذبت حفظا ام نسیت و اثر عبدالرحمٰن ابن عوف و حسن رضی اللہ تعالیٰ عنھما لیس بحجۃ فی مقابلۃ الموالی وما ذکر الخصم من حدیث ابن عباس یمکن تاویلہ بان قول الرجل انت طالق انت طالق انت طالق کان واحدۃ فی الزمن الاول لقصد التاکید فی ذالک الزمان ثم یقصدون التجدید فالزموا ثلثاً فی زمن عمر و الثالثۃ فی زمن عثمان قال داؤد ھذا اصح ☆

فاطمہ بن قیس والی حدیث میں لفظ ثلاثہ غیر صحیح ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ مطلقہ ہوئی البتہ جس وقت وہ مطلقہ کی گئی تو خاوند فاطمہ کا اس سے غائب تھا کسی لشکر میں تھا اور نہیں ہوئی ہے وہ طلاق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور میں کیونکہ اس سے تقریر ظاہر ہوتی ہے اور تقریر تو وقوع طلاق ثلاثہ میں ہوتی ہے نیز فاطمہ بن قیس کی حدیث کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رد کر دیا اور فرمایا کہ ہم نہیں جانتے تو سچ کہتی ہے یا جھوٹ تو اسے یاد رکھتی ہے یا بھول گئی اور اثر عبدالرحمٰن بن عوف و حسن رضی اللہ تعالیٰ عنھما حجت نہیں مرفوع حدیث کے مقابلہ میں جو خصم نے حدیث ابن عباس کی ذکر کی اس کی تاویل ہو سکتی ہے کہ کہنا کسی کا اپنی عورت کو انت طالق' انت طالق انت طالق تو یہ زمانہ اول میں بہ قصد تاکید ایک ہوتی تھی (

یعنی دوسری دو طلاق پہلی کی تاکید سمجھی جاتی تھیں کوئی نئی طلاق نہ سمجھتے تھے)۔

ہمارے اس زمانہ میں پھر ہو گئے نئے طلاق کا قصہ کرنے والے' پھر لازم کر لیں صحابہ نے تینوں طلاقیں زمانہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تیسرے زمانہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اور کہا ابوداؤد نے یہ بہت صحیح کہا ہے پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یکبارگی یا متفرق طلاق ثلاثہ کو ایک جاننا اور اس پر عملدرآمد کسی صحیح مرفوع حدیث سے ہرگز ثابت نہ ہوا اور فتویٰ ابن عباس میں اس کے برخلاف بلکہ وقوع طلاق ثلاثہ پر اجماع صحابہ موجود ہے جس پر اعتراض و انکار مفقود لاکھ صحابہ میں سے جب کسی نے چون و چرانہ کی تو اب آخری زمانہ کے حشرات الارض کو سوجھی طرفہ یہ کہ منکرین کا دعویٰ' نہ کتاب سے موید' نہ سنت سے ثابت اور بعض جاہل قولہ تعالیٰ الطلاق مرتان سے طلاق ثلاثہ کی نفی کر کے مضحکہ اطفال بنتے ہیں لہٰذا وہابیہ کے علماء معتمدین ہی سے شہادت لیجیے مگر پہلے تفسیر الطلاق مرتان گوش ہوش سے سن لیجیے۔

مفسرین فرماتے ہیں الطلاق مرتان الایہ کے ماقبل رجوع کرنے کا ذکر تھا اور اس آیت میں کھول کر فرما دیا کہ کب تک خاوند کو رجوع کرنے کا حق پہنچتا ہے ؟ تو فرمایا کہ دو طلاق تک پھر تیسری طلاق کے بعد علاقہ منقطع ہو جاتا ہے۔ جاہلیت میں مرد عورت کو طلاق دے کر پھر رجوع کر لیتا تھا اس کے بعد ہزار طلاق دیتا اور رجوع کر لیتا تو اس میں عورت کو بڑی دقت پیش آتی لہٰذا فرما دیا کہ دو طلاق تک رجوع کرنے کا اختیار ہے پھر اس کے بعد اگر ایک طلاق اور دیدی تو اب عورت خاوند اول سے بالکل جدا ہو جائے گی اور حق رجوع ہرگز نہ رہے گا جو کچھ عورت کو مہر' زیور' کپڑا بخش دیا ہے واپس نہ لیں۔ مگر ایک صورت میں لے سکتا ہے اور وہ خلع ہے یعنی جب بخوبی ثابت ہو گیا کہ اب میاں بیوی کی باہم موافقت ہرگز نہ ہوگی اور بیوی اس سے طلاق طلب کرتی ہے اور اس کے نکاح میں رہنا نہیں چاہتی تو بیوی نے جو کچھ مہر وغیرہ لیا

ہے واپس دے دے یا کچھ کم و بیش دیکر اپنا پیچھا چھوڑا لے تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔ طلاق دینے کے بعد عورت کے تین حال ہیں اول یہ کہ مرد اس سے رجوع کر لے' یعنی عدت کے اندر ملاپ کر لے تو اس کو فامساک بمعروف میں بیان فرما دیا۔ دوسری صورت یہ کہ رجوع نہ کرے یہاں تک کہ عدت گزر جائے اور بالکل جدا ہو جائے تو اس کو تسریح باحسان میں بیان فرمایا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ایک اور طلاق تیسری دیکر بالکل ایسا انقطاع اور تعلق توڑ دے کہ اب نکاح سے بھی حق رجوع کا نہ رہے جیسا اس آیت میں فرمایا :

فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا طلاق مرتان کے بعد فان طلقها متصل ہے اور ان دونوں آیتوں کے بیچ میں ولا يحل لكم آیت خلع بطور جملہ معترضہ آگئی ہے اور فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره یعنی تیسری طلاق کے بعد خاوند اول پر وہ عورت حلال نہیں ہو گی جب تک دوسرے خاوند سے بعد عدت نکاح کر کے وطی نہ کر لے' پھر وہ خوشی سے چھوڑے اور اس کی عدت گزار کر پھر پہلے خاوند سے کر سکتی ہے ورنہ نہیں۔

امام وہابیہ مولوی وحید الزمان مترجم صحاح وغیرہ اپنی تفسیر وحیدی علی القرآن کے صفحہ ۴۸ میں آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو ایک ہی دفعہ تین طلاق دے دیں تو اختلاف ہے کہ ایک طلاق پڑے گی یا تینوں پڑ جائیں گی اور بغیر حلالہ کے وہ عورت اب اس مرد کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اس کے بعد لکھتا ہے کہ ابن قیم' شوکانی اور نواب بھوپال کے نزدیک ایک طلاق ہو گی غور کا مقام ہے کہ لاکھ صحابہ کے حضور میں یہ اجماع ہوا اور تابعین و تبع تابعین و ائمہ اربعہ مجتہدین اور کروڑوں علماء سلف و خلف کے مقابلے میں میاں صاحب نکلے ابن قیم سخت متعصب اور عقل کی کمی رکھتا تھا جیسا کہ رزقانی وغیرہ لکھتا ہے اور شوکانی کی خط و کتابت اہل نجد سے ہے۔ محمد بن عبدالوہاب اور شوکانی کا زمانہ ایک اور باہم تحریراً

ملاپ تھا اور نواب بھوپال غالی' غیر مقلد' ائمہ کا مخالف جیسا کہ اس کی تصنیف سے ظاہر ہے' ان تین مخالفوں کا اختلاف ذرہ بھر کی بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ قاضی مظہری نے فرمایا ہے کہ جس حدیث پر ائمہ اربعہ میں سے کسی نے عمل نہیں کیا وہ حدیث ضرور ضعیف ہے۔ اب فرمائیں کہ ابوداؤد والی ضعیف و منسوخ پر کسی نے ائمہ میں سے عمل کیا بلکہ اس کے خلاف نووی وغیرہ علماء محققین سے ثابت ہے اب حشرات الارض کے نزدیک محقق وہ جو اجماع صحابہ و ائمہ مجتہدین متین و جمہور علماء' سلف و خلف کے مخالف ہوں' زہے تعصب نفسانی و غرور شیطانی اب لیجئے جس طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ﷫ کی تعریف وحید الزمان مذکور اپنی کتاب " عقائد الحدیث " میں کرتا ہے وہی محدث جلیل القدر اپنی کتاب " عقد الجید " مطبوعہ محمدی لاہور کے صفحہ ۹۰ میں فرماتے ہیں ملاحظہ ہو :

فقيه يفتي بمذهب سعيد بن المسيب و يزوج بزوج الاول بقيت مطلقة بثلث تطليقات كما كان ويعزر الفقيه و فقيه يحتال فى الطلاقات الثلاث و ياخذ الرشى بذالك ويزوجها الاول بدون الدخول الثانى هل يصح النكاح وما جزاء من يفعل ذالك قالوا يسود ويعلو فى الفتاوى الاعتمادية من الفتاوى السمرقندى لن سعيد المسيب رجع عن قوله لن دخول المحلل ليس بشرط فى التحليل ولوقضى به قاض لاينفذ قضاءه ولوحكم به فقيه لايصح ويعزر الفقيه ☆

ترجمہ : ایک فقیہ ہے کہ سعد بن مسیب کے مذہب پر فتویٰ دیتا ہے اور مطلقہ ثلاثہ کا نکاح زوج اول سے کر دیتا ہے تو وہ مطلقہ ثلاثہ ویسی کی ویسی ہی رہے گی اور فقیہ کو تعزیر دی جائے گی اور ایک فقیہ ہے کہ تین طلاق میں حیلہ کرتا ہے اور اس میں رشوت لیتا ہے اور اس عورت کا نکاح بدون دخول زوج ثانی کے زوج اول سے کر دیتا ہے کیا یہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور ایسا کرنے والے کی کیا سزا ہے تو سب نے جواب دیا

کہ منہ کالا کر کے نکالا جائے۔ فتاوٰی عمادیہ میں فتاوٰی سمرقندیہ سے منقول ہے کہ سعید المسیب نے اپنے اس قول سے (کہ عورت مطلقہ ثلاثہ کے) حلال ہونے میں محلل کے دخول کی شرط نہیں ہے رجوع کیا پس اگر یہی حکم قول مرجوع سعید ابن مسیب پر دیوے) تو اس کا حکم جاری نہیں ہو گا اور کوئی فقیہ اگر ایسا حکم دے تو صحیح نہیں ہو گا اور فقیہ کو تعزیر دی جائے گی۔ صفحہ ۹۰

غرض ان کے مانے ہوئے محدث کی تحریر سے ثابت ہو گیا کہ خلاف جمہور جو کوئی ابن قیم و شوکانی و بھوپالی کی پیروی کرے اس کا منہ کالا کر کے شہر بدر کر دیا جائے اور اگر قاضی مفتی ایسا فتوٰی لکھے تو اس کو بھی تعزیر ہو گی کیا ہم کو شریر قلیلوں کی پیروی کا حکم ہے یا اجماع صحابہ و مذہب ائمہ مجتہدین و جمہور علماء سلف و خلف کی پیروی کا خود ہی انصاف فرمائیں اور اجماع کا مخالف قرآن پاک کی رو سے دوزخی ہوتا ہے۔
بقولہ تعالیٰ وہابی پنجابیوں کا امام حافظ لکھوی اپنی تفسیر محمدی منزل اول سورۃ البقرہ صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ گلزار محمدی لاہور میں لکھتا ہے الطلاق مرتن (الآیۃ)

طلاق ایہی دو واری پھر زن رکھنے نال بھلیائی
یا چھڈے نال بھلائی اسنوں کرے نہ قصد برائی

یعنی حق رجوع جو مرداں بعد طلاقوں آوے
اوہ دو طلاقاں تائیں ثابت تریجی کہے گواوے

ایہ آیت بھیجی دونہہ تائیں رب حق رجوع ٹھرایا
تریجی بعد رجوع نہ جائز خصم کرن ہور آیا

فرجے ہور طلاق کہے زن روانہ اوس کداہیں
تریجی پچھے تازن کرے نکاح خصم ہور تائیں

وچ "نبوی تفسیر" ایہ مسئلہ واضح طور پچھانی
لکھیا ہے حلوائی دوجے باجہ نہ روا زنانی

طلاق کے متعلق علماء اہلسنّت والجماعت کے فتاوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

الحمد للہ رب العالمین علٰی کل حال و فی کل حین والصلوۃ والسلام علی سیدالمرسلین عدد ماذکرہ الذاکرون و غفل عن ذکرہ الغافلون وعلی آلہ واصحابہ وائمۃ المجتہدین و علی جمیع المؤمنین امابعد ☆

یہ فتوے ہیں طلاق میں جس جس علماء کرام حنفیہ عظام کے فتوٰی جمع ہیں تاکہ اہلسنّت و جماعت وہابیہ کی غلط بیانی و دھوکہ دہی سے بچیں اور فقیر صانہ القدیر محمد نبی بخش حلوائی کو دعائے مغفرت سے یاد فرمائیں۔ ومانوفیقی الاباللہ العلی العظیم ۝

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو زبانی تین طلاق دے دی ہیں اب وہ رجوع کرنا چاہتا ہے کیا شریعت محمدیہ میں وہ رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب : وباللہ التوفیق ' عورت مذکورہ پر تین طلاق واقع ہو گئیں اب وہ عورت شخص مذکور پر حلال نہیں ہو سکتی تو تینکہ دوسری جگہ اپنی مرضی سے نکاح پڑھائے پھر وہ خاوند اپنی مرضی سے طلاق دے' قرآن شریف اور احادیث نبویہ اور ائمہ اربعہ اور جماہیر علمائے سلف و صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا یہی ارشاد ہے۔

قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف اوتسریح باحسان الی قولہ تعالیٰ فان طلقھافلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ یہ آیت مطلق ہے اور نص ہے وقوع طلاق ثلاثہ پر اگرچہ ایک ہی طہر میں ہو اور حدیث سہل

بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آیا ہے وطلقها ثلثا (متفق علیہ) اس حدیث میں بھی وقوع طلاق ثلث پر دلالت ہے اگرچہ ایک ہی طہر میں ہو، اگرچہ ایک ہی کلمہ سے ہو کیونکہ اگر ایک دفعہ طلاق ثلاثہ لغو یا غیر واقعہ ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عویمر عجلانی کو منع فرماتے اور حضور سکوت نہ فرماتے۔

امام بخاری ؒ نے صحیح میں اسی حدیث سے استدلال کیا ہے عن نافع قال كان ابن عمر اذا سئل فمن طلق ثلاثا قال لو طلقت مرة او مرتين فان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرنی بهذا فان طلقتها ثلاثا فقد حرمت علیک حتی تنکح زوجا غیره - وعصیت اللہ تعالیٰ فیما امرک من طلاق امرتک ☆ (متفق علیہ)

یہ حدیث صریح ہے وقوع طلاق ثلاثہ میں گو ایک کلمہ سے ہو یا متعدد سے ایک طہر میں ہو یا متعدد میں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا تحلیل کا بغیر سوال کے کسی قید کے اگر کوئی قید موجب عدم وقوع طلاق ہوتی تو حضرت ضرور دریافت فرماتے عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ ان اباه طلق امرأته الف تطلیقة فانطلق عبادة الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فساله فقال بانت بثلاث تطلیقات فی معصیة اللہ ☆ (رواہ عبد الرزاق ذکرہ فی فتح القدیر) یہ حدیث صریح ہے کہ ایک بار تین طلاق کہنے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔

عن رکانة قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انی طلقت امرأتی البتة فقال ما اردت بها فقلت واحدة قال واللہ قال واللہ قال فهو ما اردت ☆ (رواہ الترمذی و ابوداؤد) یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ یکبارگی تین طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہیں کیونکہ اگر طلاق ثلاثہ یکبارگی نہ ہوتی تو آپ اس کی نیت نہ دریافت کرتے فقد ثبت بما ذکرنا ان الاحادیث الصحیحة المذکورة تدل علی وقوع طلاق الثلث ولو کان بکلمة واحدة او متعددة فی طهر واحد او متعدد

ولو بدون تخلل الرجعة عن محمد بن ایاس قال طلق رجل امرأته ثلاثا قبل ان یدخل بها ثم بدء له ان ینکحها فجاء یستفتی فذهبت معه اسال له فسال عبداللہ بن عباس و اباهریرة عن ذالک فقالا لا نری ان تنکحها حتی تنکح زوجا غیره قال فانما کان طلاقی ایاها واحدة قال ابن عباس ارسلت من یدک ما کان لک من فضل رواه مالک والامام محمد والطحاوی باسناد صحیح وعن محمد بن ایاس ان ابن عباس و اباهریرة و عبداللہ بن عمرو بن العاص سئلوا عن البکر یطلقها زوجها ثلثا فکلهم قال لا تحل له حتی تنکح زوجا غیره (رواہ ابوداؤد)

قال الامام مالک فی مؤطا بلغه ان رجلا قال لابن عباس انی طلقت امرأتی مائة تطلیقة فماذاتری علی فقال له ابن عباس طلقت منک بثلاث و سبع و تسعون اتخذت بها ایات اللہ هزوا (رواہ عبدالرزاق و ابوبکر بن ابی شیبۃ والطحاوی باسناد صحیح)

وعن علقمة عن عبداللہ انه سئل عن رجل طلق امرأته مائة تطلیقة قال ثلث تبینها منک وسائرها عدوان (رواہ الطحاوی) عن معاویة بن ابی یحیٰی قال جاء رجل الی عثمان بن عفان فقال طلقت امرء تی الفا فقال بانت منک بثلث (رواہ وکیع ذکرہ فی فتح القدیر) و عن عامر الشعبی ان رجلا اتی شریحا فقال له انی طلقت امرء تی عدد النجوم فقال یکفیک من ذلک ثلث (مسند ابوحنیفه)

قال الامام النووی فی شرح مسلم وقال اختلف العلماء فی من قال لامرء ته انت طالق ثلاثا فقال الشافعی و مالک و ابوحنیفه و احمد و جماهیر العلماء من السلف والخلف، وقع الثلاث - انتهی و قال الشیخ ابن الهمام و ذهب جمهور الصحابة والتابعین و من بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع الثلاث انتهی وقال الزرقانی فی شرح مؤطا الامام مالک فی صدد کتاب الطلاق

والجمهور علی وقوع الطلاق الثلث بل حکی ابن عبدالبر الاجماع قائلابان خلافه شاذ لایلتفت الیه انتهی

قال العینی فی عمدة القاری شرح صحیح بخاری و ذهب جماهیر العلماء من التابعین ومن بعدهم منهم النخعی والثوری و ابوحنیفه و مالک و الشافعی و احمد و آخرون کثیرون الی ان من طلق امرأته ثلثا وقعن علیها لکنه یأثم و قالوا من خالف فیه فهو شاذ مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدعة ومن لایلتفت الیه لشنونة عن الجماعنه انتهی - وقال العلامة العینی فی شرح هدایة فی فصل الطلاق قبل الدخول اذاطلق الرجل امرأته قبل الدخول بها و قعن علیها عند عامة العلماء وهو مذهب عمر و علی و ابن عباس و ابی هریرة و عبدالله بن عمرو بن العاص و عبدالله بن مسعود و انس بن مالک رضی الله تعالٰی عنهم و به قال سعید بن المسیب و محمد بن سیرین و عکرمة و ابراهیم و عامرالشعبی و سعید بن جبیر والحکم و ابن ابی لیلی والاوزاعی و سفیان الثوری و ابن المنذر انتهی ' والله اعلم بالصواب

قال النووی اما حدیث ابن عباس فاختلف العلماء فی جوابه تاویله والاصح ان معناه انه کان فی اول الامر اذا قال انت طالق انت طالق انت طالق ولم ینوی التاکید ولا سنیناف یحکم بوقوع طلقة واحدة لقلته ارادتهم الاستیناف بذلک محمد علی الغالب الذی هوارادة التاکید فلما کان زمن عمر و کثرا استعمال الناس بهذه الصیغه و غلب منهم ارادة الاستیناف بها حملت عندالاطلاق علی الثلث عملا بالغالب السابق الی الفهم فی ذلک العصر والله اعلم بالصواب ☆

ترجمہ و حاشیہ

۱- رکانہ سے ہے کہ کہا اس نے کہا کہ میں آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پس عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا ارادہ کیا تھا تو نے اس طلاق سے پس میں نے عرض کی ایک طلاق کا تو فرمایا قسم خدا کی' قسم خدا کی وہ طلاق وہی ہے جو تو نے ارادہ کیا۔ اس سے یعنی ایک لفظ سے تین واقع ہونے کے۔

۲- قولہ فقد ثبت الخ پس البتہ ثابت ہوا جو ہم نے ذکر کیا کہ احادیث صحیح مذکورہ دلالت کرتی ہیں اوپر واقع ہونے طلاق ثلاثہ کے اگرچہ ایک کلمہ یا متعدد کلموں سے ہوں' ایک طہر یا متعدد طہروں میں' اگرچہ بدون حیل حجت کے ہوں جیسے روایت ہے محمد بن ایاس سے کہا اس نے کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں پہلے دخول کرنے سے دے دیں پھر اسے خیال ہوا کہ اس سے نکاح کرلے تو فتویٰ لینے کو چلا گیا میں نے بھی ساتھ اس کے سوال کیا تو پوچھا عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے واقع طلاق سے پھر فرمایا نہ دیکھ کہ نکاح کرے تو اس کو یہاں تک کہ نکاح کرے وہ خاوند ثانی سے بجز تیرے تو کہا محمد بن ایاس نے کہ تھی طلاق میری عورت کو ایک بار تو فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پہنچا دی تو نے اپنے ہاتھ سے جو تھی واسطے تیرے زیادتی سے۔ روایت کیا اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے یعنی تین ہی طلاقیں تھیں زیادتی سے سو وہ سب اس کو پہنچ گئیں اب دوسرا خاوند کئے بغیر کام نہیں بنتا اور ایسا ہی روایت کیا اس حدیث کو امام جعفر الطحاوی نے ساتھ صحیح اسناد کے اور روایت ہے محمد بن ایاس سے البتہ ابن عباس و ابوہریرہ و عبداللہ بن عمرو بن العاص پوچھے گئے بکر سے کہ اس کو اس کے خاوند نے تین طلاقیں دیں تو سب نے کہا کہ نہیں' حلال واسطے اس کے یہاں تک کہ کرے وہ عورت خاوند دوسرا بغیر اس کے روایت کیا اس

حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد سے کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں کہ اس کو خبر ملی کہ ایک آدمی نے ابن عباس سے عرض کی کہ میں نے اپنی عورت کو سو طلاق دی ہیں پس آپ اس میں کیا دیکھتے ہیں اوپر میرے تو فرمایا اس کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت تیرے سے تین طلاق سے مطلقہ ہو گئی اور تین کم سو سے تو نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کا ٹھٹھا کیا۔ روایت کیا اس کو عبدالرزاق و ابوبکر ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے صحیح اسناد سے اور روایت کی علقمہ نے عبداللہ سے کہ وہ پوچھے گئے ایک آدمی سے کہ اس نے اپنی عورت کو سو طلاقیں دیں تو فرمایا آپ نے کہ تین طلاقوں سے تیری عورت تیرے لئے جدا ہو گئی اور باقی سب خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی ہے۔ روایت کیا اس کو طحاوی نے اور معاویہ بن ابی یحییٰ سے روایت ہے کہ کہا اس نے کہ ایک آدمی نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میں نے اپنی عورت کو ہزار طلاق دی ہے تو آپ نے فرمایا وہ تین طلاق سے تیرے سے جدا ہو گئی روایت کیا اس کو ترمذی نے ذکر کیا اس کو فتح القدیر میں اور عامر الشعبی سے ہے کہ ایک آدمی شریح کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں نے اپنی عورت کو جتنے آسمان کے تارے ہیں اتنی طلاقیں دی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ کافی ہیں تجھ کو ان سے تین یعنی تین طلاق سے وہ تیرے سے جدا ہو گئی (مسند ابوحنیفہ) امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا کہ اس شخص کے اہل علم کا اختلاف ہے کہ جس نے اپنی عورت کو کہا تجھے تین طلاق تو فرمایا امام شافعی و مالک و ابوحنیفہ و احمد اور سلف و خلف کے جمہور علماء نے کہ وہ تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ اور کہا شیخ ابن ہمام نے اسی طرف گئے ہیں جمہور صحابہ اور تابعین اور ائمۃ المسلمین جو ان کے بعد ہوئے کہ وہ تینوں واضح ہو جاتی ہیں۔ اور کہا زرقانی نے شرح موطا امام مالک میں " صدر کتاب الطلاق " میں کہ جمہور علماء اوپر وقوع طلاق ثلاثہ کے ہیں بلکہ ابن عبداللہ نے اس پر اجماع مکاتب کیا اور قائل ہے اس امر کا کہ اس کے خلاف شاذ ہے اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ اور کہا عینی نے

"عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری" میں کہ جمہور علماء تابعین میں سے اور ان کے بعد والے منجملہ جن کی امام نخعی اور نووی اور ابوحنیفہ و مالک و شافعی و احمد اور بہت سے دوسرے اس طرف ہیں کہ جو شخص اپنی عورت کو تین طلاق ایک ہی لفظ سے دے دے تو واقع ہو جائے گی اس عورت پر لیکن وہ گنہگار ہو گا اور فرمایا انہوں نے کہ جو شخص اس سے خلاف کرے وہ مخالف ہے۔ اہلسنت والجماعت کے اور بجز اس کے نہیں کہ اس کے ساتھ تعلق اہل بدعت کا ہے اور جو شخص اس طرف توجہ نہ کرے تو وہ بڑی جماعت سے خارج ہوا۔ اور کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں فصل " طلاق قبل الدخول " میں جب کسی آدمی نے اپنی عورت کو طلاق دی دخول کرنے سے پہلے نزدیک عامہ علماء کے اس عورت پر وہ واقع ہو جائے گی اور وہ مذہب عمر و علی و ابن عباس و ابی ھریرہ و عبداللہ بن عمرو ابن العاص و عبداللہ بن مسعود وانس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہوئے سعید ابن المسیب و محمد بن سیرین و عکرمہ و ابراہیم و عامرالشبعی و سعید ابن جبیر و حاکم و ابی لیلیٰ و اوزاعی و سفیان ثوری و ابن منذر رحمتہ اللہ علیہم۔ واللہ علم بالصواب

نووی نے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے جواب میں علماء کی مختلف تاویلیں ہیں پس بہت صحیح یہ ہے کہ جو رویہ پہلے تھا کہ جب کسی نے کہا عورت کو تجھے طلاق تجھے طلاق اور اس میں تاکید و استیناف کی نیت نہ کرے تو اس وقت حکم کیا جاتا تھا ایک طلاق کا" ان کا علیحدہ طلاق کی نیت نہ کرنے سے باعث غلبہ رویہ پر عمل کرنے کے کہ وہ ارادہ کرتا ہے تاکید کا تین بار کہنے سے تو پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا اور تین طلاق کو لوگ ایک طلاق میں زیادہ استعمال کرتے اور غالب ہوا ان کا ارادہ علیحدہ طلاق کا ان لفظوں سے تو حمل کیا گیا اوپر تین طلاقوں کے عندالاطلاق اوپر غلبہ عمل سابق کے۔

ابویوسف محمد شریف عفی اللہ عنہ کوٹلی لوہاراں مغربی واقعی مولانا مولوی محمد

فتوحات ج ۲۶۴/۷ ہذا اعندی فی الباب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب فقیر یعقوب عفی عنہ سلامت پوری۔

فتویٰ

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا تجھ کو تین طلاق ہیں واقعتاً" مذہب مہذب اہلسنّت والجماعت میں ایک طلاق واقع ہو گی یا تین بصورت دیگر اگر کوئی حاکم یا قاضی تین کے واقع ہونے کا حکم دے تو نافذ ہو گا یا نہیں (حافظ فضل الٰہی جلالپوری پوسٹ بکس نمبر ۲۰ لاہور)۔

جواب : بعون الملک الوہاب مذہب مہذب اہل سنت والجماعت جمہور سلف و خلف کے نزدیک اس لفظ سے تین طلاق ہی واقع ہو جاتی ہیں ہاں ظاہریہ (غیر مقلدین) اور روافض کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوتی ہے اس مسئلہ کی تصریح کتب معتبرہ ذیل میں ہے۔

(۱) ردمختار جلد دوم مطبوعہ استنبول صفحہ ۵۷۶ و صفحہ ۵۷۷ میں ہے۔
ذہب جمہور الصحابة والتابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع الثلاث اس پر اجماع سکوتی ہے بعدازاں فرماتے ہیں وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وعن هنا قلنا لوحكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكم لانه لايسيغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف انتهى

(۲) علامہ عینی فرماتے ہیں و منهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم الاوزاعی ونخعی والثوری رحمته الله عليهم وابو حنيفة واحمد و اصحابه و مالک و اصحابه والشافعی و اصحابه واحمد واصحابه و اسحق و ابوثور و

ابوعبید و آخرون کثیرون علی ان من طلق امرء ته ثلاثا وقعن ولکنه یأثم وقالوا من خالف فیه فهو شاذ مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدعة ومن لایلتفت الیه لشنوذه من الجماعة انتهی۔

(۳) علامہ طحاوی معانی الاثار جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۳ و ۳۴ میں یہ فیصلہ فرماتے ہیں کہ تین طلاق دفعتہ" اور یہی مذہب حضرت امام ابوحنیفہ و ابویوسف و امام محمد رحمتہ اللہ علیہم کا ہے۔

(۴) علامہ عینی شرح ہدایہ جلد دوم صفحہ ۲۲۶ میں فرماتے ہیں۔ وقالت الظاهرية والشيعة لايقع الطلاق فى حالة الحيض والثلاث بكلمته بكلمة واحدة وعند الامامية لايقع شيًا اصلاوبه قال الظاهرية وعند انوبلية منهم واحدة ويزعون انه قول علی انتهی۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تین طلاق کہنے سے ایک طلاق شیعہ اور ظاہریہ کا مذہب ہے نہ کہ مذہب اہلسنّت و جماعت کا بعض لوگ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروایت طاؤس تین طلاق دفعتاً" کی ایک بیان کرتے ہیں یہ روایت مرجوح ہے اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مقابلہ میں قابل التفات نہیں کیونکہ اس وقت حضرت عبداللہ کی عمر ۱۳ یا ۱۵ برس کی تھی جب آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا ان کے علاوہ عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت علی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم بڑی عمروں والے تھے اور مدت دراز سفر و حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے مشرف ہوئے اور آپ کے اقوال مبارک سنے اور افعال دیکھے یہ سب ہی فرماتے ہیں جو مذکور ہوا یعنی تین طلاق کی تین ہی واقع ہو جاتی ہیں اگرچہ کہنے والا گنہگار ہو جاتا ہے۔

علامہ طحاوی جلد دوم میں فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس کی روایت منسوخ ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب صحابہ کرام کو مخاطب کر کے

تین طلاق کا فیصلہ فرما دیا کہ تین کی تین واقع ہو جاتی ہیں اس پر کسی اصحاب نے انکار نہیں فرمایا بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس ہی اس کے بعد تمام عمر سب اجماع امت کے موافق ہی فتوی دیتے رہے جیسا کہ علامہ مذکورہ معانی الاثار کے جلد دوم کے صفحہ ۳۳ میں فرماتے ہیں ثم ھذا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد کان بعد ذالک لعنتی من طلق امرأتہ ثلاثاً معاً ان طلاقہ قد نومہ و قد عنھا علیہ انتھی

الجواب صحیح مولانا اصغر علی روحی مدظلہم پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور ھذا ھو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال مولانا جمال الدین کتھیالوی امام مسجد کو ٹھیداران لاہور۔

ہذا الجواب صحیح والمجیب جزاہ اللہ خیرالجزاء علی ما فہم وسعی

محمد یار امام و خطیب مفتی مسجد طلائی لاہور ہذا عندنا والیہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم

کتبہ خادم العلماء ابورشید محمد عبدالعزیز عفی اللہ عنہ امام جامع مسجد چاہ جنڈیوالہ مزنگ لاہور ۲۹ رمضان المبارک ۴۴ھ

سوال : اگر کوئی شخص مطلقہ ثلاثہ سے آباد کرنے کی غرض سے نکاح کرے اور چھوڑ دینے کا ارادہ نہ دل میں ہو نہ زبان سے کہا لیکن نکاح کر کے بعد وطی کوئی ایسی صورت ہو گئی کہ اس کو طلاق دینی پڑی تو عورت بعد طلاق اور گذر جانے عدت زوج ثانی کے پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اور اگر کوئی شخص اس نیت سے نکاح کرے کہ میں اس کے ساتھ وطی کر کے چھوڑ دوں گا تاکہ پہلے خاوند کو حلال ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا چھوڑ دینے کا ارادہ دل میں ہو اور زبان کے ساتھ ظاہر نہ کرے تو یہ نکاح حضرت امام اعظم و امام محمد و ابویوسف و امام شافعی رحمتہ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح ہو گا پھر اگر وہ طلاق دیدے تو بعد

عدت پہلے خاوند سے نکاح درست ہے یا یہ چھوڑ دینے کی شرط زبان سے کرے تو اس صورت میں بھی امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح صحیح ہو جائے گا اور عورت مذکورہ پہلے خاوند پر حلال ہو جائے گی کیونکہ شرط تحلیل شرائط فاسدہ سے ہے اور امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک شرائط فاسدہ سے نکاح فاسد نہیں ہوتا بلکہ شرط فاسد اور باطل ہوتی ہے البتہ یہ نکاح مکروہ تحریمی ضرور ہو گا اور ایسا کرنے والا اور کرانے والا دونوں گنہگار بلکہ ملعون ہوں گے۔ حدیث شریف میں جو محلل اور محلل علیہ پر لعنت آئی ہے اور اس کا محل یہی ہے اور چونکہ حضور علیہ السلام نے ایسے عاقد کو محلل فرمایا ہے اس لئے معلوم ہوا کہ عقد صحیح ہو گا اگر فاسد ہوتا تو محلل نہ ہوتا اور لعنت سے مراد ان دونوں کی خساست کا اظہار ہے کہ طبع سلیم ایسے فعل سے انکار کرتی ہے اور اس تحلیل کا شروع ہونا زجر و عتاب کے لئے ہے تاکہ کوئی شخص تین طلاق نہ دے۔

ہدایہ شریف میں ہے واذا تزوجھا بشرط التحلیل فالنکاح مکروہ لقولہ علیہ السلام لعن اللہ المحلل والمحلل لہ وھذا ھو محلہ فان طلقھا بعد و طیھا حلت الاول لوجود الدخول فی نکاح صحیح اذ النکاح لا یبطل بالشرط۔ انتھی

یعنی اگر کوئی نکاح کرے اس کو ساتھ شرط تحلیل کے تو وہ نکاح مکروہ ہے واسطے فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ خدا لعنت کرے محلل اور محلل لہ کو اور یہی اس کا محمل ہے پھر اگر بعد وطی اس کو طلاق دیدے تو پہلے خاوند کو حلال ہو جاتی ہے کیونکہ نکاح صحیح میں دخول پایا گیا اور اس لئے کہ نکاح شرط کے ساتھ باطل نہیں ہوتا۔

علامہ زیلعی تخریج ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ مصنف رحمتہ اللہ علیہ صاحب ہدایہ نے حدیث اعلم ان للصنف استدل بھذالحدیث علی کراھتہ النکاح المشروط التحلیل و ظاھرہ یقتضی التحریم کماھو مذھب احمد ولکن یقال

الماسماء محللًا دل علی صحة النكاح لان المحلل هوالمثبت للحل فلو كان فاسدالماسماه محللاً ۔

کہ نکاح نکاح بشرط تحلیل کے مکروہ ہونے پر دلیل پکڑی ہے اور اس کا ظاہر مقتضی تحریم کو ہے جیسے کہ مذہب امام احمد کا ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو محلل (حلال کرنے والا) فرمایا تو اس نے صحت نکاح پر دلالت کی کیونکہ محلل وہی ہے جو مثبت حل ہے پس اگر یہ فاسد ہوتا تو حضور ﷺ اس (عاقد) کا نام محلل نہ رکھتے۔

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۴۷۷ میں فرماتے ہیں کہ حدیث (لعن المحلل) میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو بطلان عقد پر دلالت کرے ولیس فی الحدیث مایدل علی البطلان العقد کما قیل بل یستدل به علی صحة من حیث انه سمی العاقد محللاً و ذلک انما یکون اذاکان العقد صحیحا فان الفاسد لایحلل ۔

جیسے کہ کہا گیا ہے کہ بلکہ اس حدیث کے ساتھ عقد کی صحت پر دلیل پکڑی جاتی ہے اس طرح کہ آپ نے عاقد کو محلل فرمایا اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ عقد صحیح ہو کیونکہ فاسد حلال نہیں کر سکتا۔ اور عالمگیری جلد دوم صفحہ ۱۴۰ میں ہے کہ ایک آدمی نے بہ نیت تحلیل نکاح کیا اور شرط نہیں کی تو وہ عورت پہلے کو حلال ہو جائے گی اور مکروہ بھی نہیں اور اس کی نیت کوئی شے نہ ہوگی اور اگر دونوں عاقدین تحلیل کی شرط کریں تو مکروہ ہے اور امام اعظم اور امام زفر کے نزدیک حلال ہو جائے گی جیسے خلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے ایسا ہی مضمرات میں ہے۔

روالمختار میں ہے کہ زوج ثانی کو تحلیل کی شرط سے نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے بموجب حدیث لعن المحلل والمحلل له کے جیسے وہ کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اس شرط پر کہ میں تجھ کو طلاق دے دوں گا اگرچہ وہ عورت زوج اول کو حلال ہو جائے گی بسبب صحیح ہونے اس نکاح مشروط کے اور باطل ہونے شرط تحلیل کے تو زوج ثانی پر

جبر نہیں ہو سکتا طلاق دینے پر چنانچہ اس کو تحقیق کیا ہے کمال الدین نے آخر تک جو کہا اس نے اگر فقط تحلیل کو زوج ثانی نے دل میں رکھا یعنی زبان سے نہ کہا تو اس مرد کو ثواب ملے گا۔

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین و حامیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو مطلقہ بطلاق ثلاثہ ایک لفظ یا تین لفظوں سے کر دیا اب وہ عورت مذکورہ کو رجوع کرنا چاہتا ہے کیا وہ بغیر تحلیل رجوع کر سکتا ہے یا تحلیل سے ؟

جواب : ومن طلق امرأة ثلثا بكلمة واحدة اوثلثا فی طهر واحد وقع الطلاق وكان عاصيًا لانه بدعی كذا فی هدآية والكان طلاق ثلثا فی الحرة اواثنين فی الامة لم يحل له حتی تنكح زوجا غيره نكاح صحيحًا ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها والاصل فيه قوله فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجًا غيره ثم غاية نكاح الزوج مطلقًا والزوجية المطلقة انما ثبت بنكاح صحيح لان الوطی يحرمنی الفاسد ويجب التفريق ولا يجب المهر قبل الوطئ ولهذ الوحلف لاينتزوج فتزوج امراة نكاحًا فاسدًا لا يحنث كفربه و شرط الادخول ثبت باشارة النص وهو ان يحمل النكاح علی الوطئ حملاً للكلام علی الافادة دون الاعادة لان النكاح يذكر للعقد وبذكر الوطئ وهواصله وقد اويد به الوطئی ههنا ليكون اللام محمولاً علی الافادة لو العقد مستفاد من اسم الزوج او يزاد علی النص بالحديث المشهور وهو قوله عليه السلام تحل للاول حتی تنوق عيسلة الاخر دوی بروايات ولا خلف الاحد فيه و حقيقة فی ☆

اصول الفقہ : محمد عبدالمنان پشاوری حال علی پور سیداں

محمد عربی عفی عنہ الجواب الصحیح

محمد فضل الرحمن حنفی نقشبندی عفی عنہ صورت مرسلہ میں تین طلاق علیحدہ

علیحدہ دیا ایک لفظ کے ساتھ یہ حال طلاق واقع ہو جائیگی جیسا کہ عبارت بالا سے ظاہر و باہر ہے حررہ العبد الراجی رحمۃ اللہ علیہ القوی ابوالبرکات سید احمد غفرلہ۔

